Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Companion Women's Medical Activities and Modern Medical Ethics: An Analytical Study

صحابیات کی طبی سرگرمیاں اور جدید طبی اخلاقیات: ایک تجزیاتی مطالعہ

Taiba Afzal
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat
Dr. Nisar Mehmood
Lecturer, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat

Abstract
Islam gives great importance to the protection of human life, healthcare, and service to humanity. During the Prophetic era, the Sahabiyat played a significant role in medical and social services, particularly in caring for the wounded, assisting patients, and providing support during difficult situations.
This study analyzes the medical activities of the Sahabiyat in the light of modern medical ethics. It explores how their services reflected the ethical values of compassion, beneficence, justice, responsibility, and respect for human dignity. The research concludes that the practices of the Sahabiyat provide valuable ethical guidance for contemporary healthcare systems.
Keywords: *Sahabiyat, Medical Services, Islamic Medical Ethics, Healthcare, Prophetic Era.*

تعارف:

اسلامی تہذیب نے انسانی جان کے تحفظ، بیماروں کی خدمت اور انسانی تکلیف کو دور کرنے کو بنیادی اخلاقی اقدار میں شامل کیا ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں خواتین نے اسلامی معاشرے کی تعمیر میں مختلف شعبوں میں حصہ لیا، جن میں تعلیم، دعوت، سماجی خدمت اور طبی معاونت بھی شامل ہیں۔ صحابیات نے بالخصوص جنگی حالات میں زخمیوں کی تیمارداری، ابتدائی طبی امداد، پانی کی فراہمی اور مریضوں کی نگہداشت کے ذریعے انسانی خدمت کی روشن مثالیں قائم کیں۔ زیرِ نظر تحقیق میں صحابیات کی طبی سرگرمیوں کا تاریخی و تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے اور ان خدمات کو جدید طبی اخلاقیات کے اصولوں کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ صحابیات کی طبی خدمات میں انسانی ہمدردی، ذمہ داری، مریض کی عزت، خیر خواہی اور مساوات جیسے اصول نمایاں تھے، جو جدید طبی اخلاقیات کے بنیادی تصورات سے ہم آہنگ ہیں۔ یہ مطالعہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ اسلامی تاریخ میں خواتین نے صحت اور انسانی خدمت کے میدان میں مؤثر کردار ادا کیا اور ان کی خدمات موجودہ طبی نظام کے لیے اخلاقی رہنمائی فراہم کر سکتی ہیں۔

انسانی زندگی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظیم نعمت ہے، اسی لیے اسلام نے اس کے تحفظ کو بنیادی اہمیت دی ہے۔ قرآن کریم نے انسانی جان کی حرمت کو واضح کرتے ہوئے ایک جان کے بچانے کو پوری انسانیت کے بچانے کے برابر قرار دیا ہے۔[1] انسانی جان کے احترام کا یہی تصور اسلامی معاشرے میں علاج معالجہ، بیماروں کی دیکھ بھال اور صحت کے تحفظ کی بنیاد بنا۔ رسول اللہ ﷺ نے بیماری کے علاج اور دوا اختیار کرنے کی ترغیب دی اور مسلمانوں کو اس بات کی رہنمائی دی کہ بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آزمائش ہے، مگر اس کے علاج کے لیے کوشش کرنا انسانی ذمہ داری ہے۔[2] اس تعلیم نے اسلامی معاشرے میں طب اور صحت کے شعبے کو ایک اہم مقام عطا کیا۔ عہد نبوی ﷺ میں طبی خدمات کسی منظم ہسپتال کے موجودہ تصور کی صورت میں نہیں تھیں، تاہم ضرورت کے مطابق علاج، مرہم پٹی، زخمیوں کی دیکھ بھال اور بیماروں کی خدمت کا انتظام موجود تھا۔[3] ان خدمات میں مردوں کے ساتھ خواتین نے بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ صحابیات نے اسلامی معاشرے میں محض گھریلو ذمہ داریاں ہی انجام نہیں دیں بلکہ علمی، سماجی اور رفاہی میدانوں میں بھی فعال کردار ادا کیا۔ غزوات کے دوران متعدد صحابیات زخمیوں کی دیکھ بھال، پانی پلانے اور ابتدائی طبی امداد فراہم کرنے میں شریک رہیں۔[4] اسلامی تاریخ میں خواتین کی ان خدمات کا مطالعہ اس لیے اہم ہے کہ یہ اس تصور کی نفی کرتا ہے کہ ابتدائی اسلامی معاشرے میں خواتین

صرف محدود دائرۂ کار تک رہی تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابیات نے حالات کے مطابق معاشرتی ضرورتوں میں حصہ لیا اور انسانی فلاح کے مختلف میدانوں میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا۔[5] جدید دور میں طبی اخلاقیات (Medical Ethics) ایک مستقل علمی شعبہ بن چکا ہے جس کا مقصد طبی عمل کو اخلاقی اصولوں کے تابع بنانا ہے۔ اس میں مریض کے حقوق، انسانی وقار، خیر خواہی، نقصان سے بچاؤ اور عدل جیسے اصول شامل ہیں۔[6] اگر صحابیات کی طبی سرگرمیوں کا ان اصولوں کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عملی کردار میں ان اخلاقی اقدار کی واضح جھلک موجود تھی۔

صحابیات کی نمایاں طبی خدمات

1۔ حضرت رفیدہ اسلمیہؓ کی طبی خدمات

اسلامی تاریخ میں حضرت رفیدہ اسلمیہؓ کا نام طبی خدمت کے حوالے سے خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ وہ ان خواتین میں شمار ہوتی ہیں جنہوں نے عہدِ نبوی ﷺ میں زخمیوں کی دیکھ بھال اور ابتدائی طبی معاونت کا فریضہ انجام دیا۔ تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رفیدہؓ کو علاج معالجہ اور تیمارداری کا تجربہ حاصل تھا اور وہ اپنی اس صلاحیت کو اسلامی معاشرے کی خدمت کے لیے استعمال کرتی تھیں۔[7] غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت سعد بن معاذؓ زخمی ہوئے تو ان کی دیکھ بھال کے لیے حضرت رفیدہؓ کے خیمے میں منتقل کیا گیا۔ یہ واقعہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مدینہ منورہ میں زخمیوں کی نگہداشت کے لیے باقاعدہ انتظامات موجود تھے اور خواتین اس شعبے میں فعال کردار ادا کر رہی تھیں۔[8]

حضرت رفیدہؓ کی خدمات کا تجزیہ کیا جائے تو ان میں جدید نرسنگ کے کئی بنیادی عناصر نظر آتے ہیں۔ مریض کی مسلسل نگرانی، زخموں کی دیکھ بھال، فوری طبی امداد اور مریض کے ساتھ ہمدردانہ رویہ ان کی خدمات کے نمایاں پہلو تھے۔ اگرچہ اس دور میں نرسنگ کی جدید اصطلاحات رائج نہیں تھیں، تاہم عملی طور پر وہی بنیادی مقاصد موجود تھے جو آج نرسنگ کے شعبے میں اہم سمجھے جاتے ہیں۔[9] حضرت رفیدہؓ کا کردار اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی معاشرے میں خواتین کو انسانی فلاح اور طبی خدمت کے میدان میں اہم ذمہ داریاں ادا کرنے کا موقع حاصل تھا۔ ان کی خدمات نہ صرف تاریخی اہمیت رکھتی ہیں بلکہ اسلامی طبی اخلاقیات کی تشکیل میں بھی ایک اہم مثال پیش کرتی ہیں۔[10]

2۔ حضرت ام عطیہ انصاریہؓ کی طبی خدمات

حضرت ام عطیہ انصاریہؓ مدینہ کی معروف صحابیات میں سے تھیں۔ وہ علمی، سماجی اور رفاہی خدمات کے ساتھ ساتھ غزوات میں طبی معاونت کے حوالے سے بھی معروف ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ متعدد مواقع پر شرکت کی اور زخمیوں کی دیکھ بھال، پانی پلانے اور دیگر ضروری خدمات انجام دیں۔[11] صحیح مسلم میں حضرت ام عطیہؓ سے منقول ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک ہوئیں، جہاں وہ مجاہدین کے سامان کی حفاظت، ان کے لیے کھانا تیار کرنے اور زخمیوں کی دیکھ بھال جیسے کام انجام دیتی تھیں۔[12] حضرت ام عطیہؓ کی خدمات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی اسلامی معاشرے میں خواتین کو اجتماعی ضرورتوں کے مطابق مختلف ذمہ داریاں ادا کرنے کی اجازت تھی۔ ان کا کردار صرف معاونت تک محدود نہیں تھا بلکہ وہ ایک منظم خدمت گزار کے طور پر سامنے آتی ہیں۔ جدید طبی اخلاقیات میں مریض کی نگہداشت (Patient Care) اور ہمدردانہ رویہ بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ حضرت ام عطیہؓ کی خدمات میں یہی عناصر نمایاں نظر آتے ہیں کہ زخمی انسان کی جسمانی ضرورت کے ساتھ ساتھ اس کی عزت اور جذبات کا بھی خیال رکھا جائے۔[13]

3۔ حضرت ام سلیمؓ کی طبی اور رفاہی خدمات

حضرت ام سلیمؓ ان ممتاز صحابیات میں شامل ہیں جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں قربانی، شجاعت اور خدمت کی مثال قائم کی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مختلف مواقع پر شریک رہیں اور مسلمانوں کی مدد میں کردار ادا کیا۔[14] غزوات کے دوران خواتین کی ذمہ داریوں میں زخمیوں کی دیکھ بھال، پانی پہنچانا اور ضروری معاونت شامل تھی۔ حضرت ام سلیمؓ بھی ان خدمات میں شریک رہیں۔ ان کا کردار اس بات کی علامت ہے کہ اسلامی معاشرے میں خواتین ہنگامی حالات میں انسانی خدمت کے لیے آگے بڑھتی تھیں۔[15] حضرت ام سلیمؓ کی شخصیت میں طبی خدمت کے ساتھ نفسیاتی معاونت کا پہلو بھی نمایاں ہے۔ مریض یا زخمی شخص کو صرف جسمانی علاج ہی نہیں بلکہ حوصلہ، تسلی اور اعتماد کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جدید طبی اخلاقیات میں بھی مریض کی ذہنی اور جذباتی کیفیت کو اہمیت دی جاتی ہے۔[16]

4۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طبی خدمات

حضرت عائشہ صدیقہؓ اسلامی تاریخ کی عظیم علمی شخصیات میں شمار ہوتی ہیں۔ آپؓ نے حدیث، فقہ، تفسیر اور دیگر علوم میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپؓ نے طب اور صحت سے متعلق متعدد معلومات بھی امت تک منتقل کیں۔[17] غزوۂ احد کے موقع پر حضرت عائشہؓ زخمیوں کی خدمت میں شریک ہوئیں اور مسلمانوں کو پانی فراہم کرنے کا فریضہ انجام دیا۔ یہ واقعہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ صحابیات مشکل حالات میں بھی انسانی خدمت کے لیے موجود رہتی تھیں۔[18] حضرت عائشہؓ کی

علمی خدمات کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طبی رہنمائی اور صحت سے متعلق تعلیمات کو آگے منتقل کیا۔ ان کے ذریعے طب نبوی کے متعدد پہلو امت تک پہنچے، جن میں علاج، صفائی، غذا اور صحت کے اصول شامل ہیں۔[19]

صحابیات کی طبی خدمات کا مجموعی تجزیہ

صحابیات کی طبی سرگرمیوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی خدمات محض وقتی یا ہنگامی نوعیت کی نہیں تھیں بلکہ اسلامی معاشرے میں انسانی فلاح کے ایک مستقل تصور کی نمائندگی کرتی تھیں۔

ان خدمات میں چند بنیادی خصوصیات نمایاں ہیں:

انسانی ہمدردی:

صحابیات نے زخمیوں اور بیماروں کی خدمت کو انسانی ہمدردی اور دینی ذمہ داری کے طور پر انجام دیا۔

پیشہ ورانہ ذمہ داری:

زخمیوں کی دیکھ بھال، ضروریات کا خیال رکھنا اور بروقت مدد فراہم کرنا ان کی ذمہ داری کے احساس کو ظاہر کرتا ہے۔

مریض کا احترام:

ان کی خدمات میں مریض کی عزت اور انسانی وقار کا خیال نمایاں تھا۔

خواتین کا مثبت سماجی کردار:

صحابیات کی طبی سرگرمیاں ثابت کرتی ہیں کہ اسلام نے خواتین کو معاشرتی فلاح کے میدان میں مؤثر کردار عطا کیا۔

جدید طبی اخلاقیات کا تقابلی تجزیہ

1۔ خیر خواہی (Beneficence) اور صحابیات کا طرزِ خدمت

جدید طبی اخلاقیات میں خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ طبی کارکن مریض کی بھلائی، آرام اور صحت یابی کو اپنی اولین ترجیح بنائے۔ طبی خدمت کا بنیادی مقصد مریض کو فائدہ پہنچانا اور اس کی تکلیف کو کم کرنا ہے۔[20]

اسلامی تعلیمات میں بھی انسانوں کے ساتھ بھلائی، بیماروں کی عیادت اور ضرورت مندوں کی مدد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بیماروں کی عیادت کو مسلمان کے حقوق میں شمار فرمایا اور معاشرے کے افراد کو ایک دوسرے کی خیر خواہی کی ترغیب دی۔[21] صحابیات کی طبی خدمات کا بنیادی محرک بھی خیر خواہی کا یہی جذبہ تھا۔ وہ زخمیوں اور بیماروں کی خدمت کسی دنیاوی مفاد کے لیے نہیں بلکہ انسانی ہمدردی اور دینی ذمہ داری کے احساس کے تحت انجام دیتی تھیں۔ غزوات کے دوران جب مسلمان زخمی ہوتے تو صحابیات ان کے زخموں کی دیکھ بھال، پانی کی فراہمی اور ضروری معاونت میں حصہ لیتیں۔[22]

حضرت رفیدہ اسلمیہؓ کی خدمات اس اصول کی واضح مثال ہیں۔ انہوں نے اپنی صلاحیتوں کو زخمیوں کی خدمت کے لیے وقف کیا اور ایک ایسے وقت میں طبی معاونت فراہم کی جب جدید طبی سہولیات موجود نہیں تھیں۔[23] یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ جدید طبی اخلاقیات میں خیر خواہی کو ایک بنیادی اصول قرار دیا گیا ہے، جبکہ صحابیات کے عملی کردار میں یہ اصول صدیوں پہلے موجود تھا۔

2۔ عدمِ ضرر (Non-maleficence) اور اسلامی طبی تصور

جدید طبی اخلاقیات کا دوسرا اہم اصول عدمِ ضرر ہے، جس کا مطلب ہے کہ طبی عمل کے دوران مریض کو کسی غیر ضروری نقصان سے بچایا جائے۔ ڈاکٹر اور طبی کارکن کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے مریض کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اور کم سے کم نقصان پہنچے۔[24]

اسلامی تعلیمات میں بھی نقصان پہنچانے سے روکا گیا ہے۔ اسلامی فقہ کا معروف اصول "لاضرر ولاضرار" اسی بنیادی تصور کی نمائندگی کرتا ہے کہ نہ خود نقصان اٹھایا جائے اور نہ دوسروں کو نقصان پہنچایا جائے۔[25] صحابیات کی طبی خدمات میں بھی مریض کی حفاظت کا پہلو نمایاں تھا۔ وہ زخمیوں کی حالت کا خیال رکھتی تھیں اور ضرورت کے مطابق خدمت انجام دیتی تھیں۔ ان کا مقصد محض فوری مدد فراہم کرنا نہیں بلکہ زخمی کی زندگی اور صحت کی حفاظت کرنا تھا۔ یہ اصول موجودہ طبی نظام کے "Patient Safety" کے تصور سے ہم آہنگ ہے، جس میں مریض کو علاج کے دوران ممکنہ خطرات سے محفوظ رکھنا بنیادی ذمہ داری سمجھا جاتا ہے۔[26]

3۔عدل ومساوات (Justice) کا اصول

جدید طبی اخلاقیات میں عدل سے مراد یہ ہے کہ تمام مریضوں کو بلا تفریق طبی سہولیات فراہم کی جائیں۔ کسی مریض کے ساتھ نسل، خاندان، سماجی حیثیت یا مالی حالت کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہ کیا جائے۔[27] اسلام نے بھی عدل اور مساوات کو بنیادی اخلاقی قدر قرار دیا ہے۔ قرآن کریم میں انصاف قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور تمام انسانوں کے ساتھ عدل کا معاملہ کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔[28] صحابیات کی طبی خدمات میں بھی مساوات کا پہلو واضح نظر آتا ہے۔ وہ زخمیوں اور بیماروں کی خدمت ان کی انسانی ضرورت کی بنیاد پر کرتی تھیں، نہ کہ ان کے مقام یا حیثیت کی بنیاد پر۔ غزوات میں زخمی ہونے والے افراد کی خدمت کرتے وقت بنیادی مقصد انسانی جان کی حفاظت تھا۔ یہی تصور جدید طبی اخلاقیات کے اصولِ عدل سے مطابقت رکھتا ہے۔

4۔مریض کی عزت اور خود مختاری (Autonomy)

جدید طبی اخلاقیات میں خود مختاری سے مراد یہ ہے کہ مریض کو اپنے علاج سے متعلق فیصلوں میں مناسب معلومات اور احترام کے ساتھ شامل کیا جائے۔ مریض کو ایک باوقار انسان سمجھا جائے، نہ کہ صرف بیماری کا شکار فرد۔[29] اسلامی تعلیمات میں انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت و تکریم عطا کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں بیمار، کمزور اور محتاج افراد کے ساتھ خصوصی شفقت کا حکم دیا گیا۔ صحابیات جب زخمیوں اور بیماروں کی خدمت کرتی تھیں تو ان کے ساتھ عزت، نرمی اور ہمدردی کا معاملہ رکھتی تھیں۔ ان کی خدمت میں یہ تصور نمایاں تھا کہ مریض صرف علاج کا محتاج نہیں بلکہ احترام اور توجہ کا بھی حق دار ہے۔ یہ پہلو جدید طبی تصور "Patient-Centered Care" سے مشابہ ہے، جس میں مریض کو طبی عمل کا مرکز قرار دیا جاتا ہے۔[30]

5۔طبی رازداری اور امانت داری

طبی شعبے میں مریض کی ذاتی معلومات کی حفاظت ایک اہم اخلاقی ذمہ داری ہے۔ ڈاکٹر اور طبی کارکن مریض کے اعتماد کے امین ہوتے ہیں، اس لیے معلومات کو محفوظ رکھنا ضروری ہے۔[31] اسلامی اخلاقیات میں امانت داری کو بنیادی مقام حاصل ہے۔ قرآن کریم میں امانتیں ان کے اہل لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے۔[32] اگرچہ عہد نبوی ﷺ میں طبی رازداری کی موجودہ اصطلاح موجود نہیں تھی، لیکن اسلامی اخلاقی اصول انسان کی عزت، پردے اور راز کی حفاظت پر زور دیتے ہیں۔ صحابیات کی خدمات میں بھی مریض کے احترام اور اعتماد کی حفاظت کا پہلو موجود تھا۔

6۔پیشہ ورانہ ذمہ داری اور اخلاص

جدید طبی اخلاقیات میں طبی کارکن سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے پیشے کے تقاضوں کو دیانت داری، مہارت اور ذمہ داری کے ساتھ پورا کرے۔ صحابیات کی طبی خدمات میں اخلاص اور ذمہ داری نمایاں تھی۔ انہوں نے محدود وسائل کے باوجود اپنی صلاحیتوں کو انسانی خدمت کے لیے استعمال کیا۔ ان کا کردار یہ واضح کرتا ہے کہ طبی خدمت صرف ایک پیشہ نہیں بلکہ ایک اخلاقی ذمہ داری بھی ہے۔

تقابلی خلاصہ

صحابیات کی طبی سرگرمیوں اور جدید طبی اخلاقیات کے تقابلی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں بنیادی مقصد انسانی زندگی کا تحفظ اور مریض کی فلاح ہے۔

جدید طبی اخلاقیات کا اصول	صحابیات کی عملی مثال
خیر خواہی (Beneficence)	زخمیوں اور بیماروں کی خدمت
عدمِ ضرر (Non-maleficence)	مریض کی حفاظت اور دیکھ بھال
عدل (Justice)	بلا تفریق انسانی خدمت
خود مختاری (Autonomy)	مریض کی عزت و وقار کا خیال
رازداری (Confidentiality)	امانت داری اور پردہ داری

طبی اخلاقیات کی تشکیل میں صحابیات کے کردار کی اہمیت اسلامی تاریخ کے مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ طبی خدمت کا تصور اسلام میں محض جسمانی علاج تک محدود نہیں بلکہ اس میں اخلاقی، روحانی اور سماجی پہلو بھی شامل ہیں۔ صحابیات کی طبی سرگرمیوں نے اسلامی معاشرے میں خدمتِ انسانیت، مریضوں کی دیکھ بھال اور صحت کے تحفظ کے ایسے اصول پیش کیے جو بعد کے ادوار میں اسلامی طبی فکر کے ارتقا میں معاون ثابت ہوئے۔[33]

صحابیات نے اپنے عملی کردار کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ طبی خدمت ایک اعلیٰ اخلاقی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے مریضوں اور زخمیوں کے ساتھ ہمدردی، صبر، تحمل اور اخلاص کا مظاہرہ کیا۔ ان کے نزدیک بیمار اور زخمی انسان محض علاج کا محتاج نہیں تھا بلکہ عزت، توجہ اور شفقت کا بھی حق دار تھا۔ یہی تصور جدید طبی اخلاقیات میں مریض

SCRR

مرکز نگہداشت (Patient-Centered Care) کے نام سے جانا جاتا ہے۔[34] اسلامی تہذیب میں طب کے فروغ کے ساتھ ساتھ اخلاقی اصولوں پر بھی توجہ دی گئی۔ مسلمان طبی ماہرین نے علاج معالجہ کو محض ایک فنی مہارت نہیں سمجھا بلکہ اسے انسانی خدمت اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی سے وابستہ ایک ذمہ داری قرار دیا۔ صحابیات کے عملی نمونے نے اس اخلاقی بنیاد کو مضبوط کیا۔[35]

صحابیات کی طبی خدمات اور اسلامی معاشرے میں خواتین کا کردار

صحابیات کی طبی سرگرمیاں اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ اسلام نے خواتین کو معاشرتی ترقی اور انسانی خدمت کے میدان میں مثبت کردار ادا کرنے کا موقع فراہم کیا۔ ابتدائی اسلامی معاشرے میں خواتین نے تعلیم، حدیث، فقہ، دعوت اور رفاہی خدمات کے ساتھ ساتھ صحت کے شعبے میں بھی اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا۔[36] حضرت عائشہؓ کی علمی خدمات، حضرت ام عطیہؓ کی سماجی خدمات اور حضرت رفیدہؓ کی طبی خدمات اس بات کی مثال ہیں کہ خواتین اسلامی معاشرے میں فعال اور مؤثر کردار ادا کر سکتی تھیں۔[37] یہ کردار موجودہ دور میں خواتین کے لیے بھی ایک رہنما اصول فراہم کرتا ہے کہ وہ علم اور مہارت حاصل کر کے انسانی فلاح کے مختلف شعبوں میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں۔

موجودہ طبی نظام کے لیے صحابیات کی خدمات سے حاصل ہونے والے اسباق

1۔ انسانی ہمدردی کو بنیادی حیثیت دینا

موجودہ طبی نظام میں جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی ترقی کے باوجود مریض کے ساتھ انسانی تعلق کی اہمیت برقرار ہے۔ صحابیات کی خدمات یہ سبق دیتی ہیں کہ کامیاب طبی خدمت کے لیے علم کے ساتھ رحم، شفقت اور ہمدردی بھی ضروری ہے۔[38] ایک طبی کارکن اگر صرف بیماری کا علاج کرے لیکن مریض کے جذبات، خوف اور تکلیف کو نظر انداز کر دے تو طبی خدمت کا بنیادی مقصد مکمل نہیں ہوتا۔ صحابیات کا طرزِ عمل طبی کارکن کو مریض کی مکمل شخصیت کو سامنے رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔

2۔ محدود وسائل میں مؤثر خدمت

صحابیات نے ایسے دور میں طبی خدمات انجام دیں جب جدید طبی آلات، ہسپتال اور سہولیات موجود نہیں تھیں۔ اس کے باوجود انہوں نے دستیاب وسائل کو بہترین انداز میں استعمال کرتے ہوئے زخمیوں اور بیماروں کی خدمت کی۔[39] یہ پہلو آج کے دور میں بھی اہم ہے، خصوصاً ان علاقوں میں جہاں طبی سہولیات محدود ہیں۔ صحابیات کا نمونہ یہ سکھاتا ہے کہ خدمت کا جذبہ اور ذمہ داری محدود وسائل کے باوجود مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔

3۔ طبی پیشے میں اخلاقی ذمہ داری

جدید دور میں طب ایک باقاعدہ پیشہ بن چکا ہے، مگر اس کی کامیابی کا انحصار صرف سائنسی مہارت پر نہیں بلکہ اخلاقی ذمہ داری پر بھی ہے۔ صحابیات کی خدمات اس بات کی مثال ہیں کہ طبی خدمت میں اخلاص، دیانت اور ذمہ داری بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔[40]

تحقیق کے نتائج

اس تحقیقی مطالعے سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

اسلام نے انسانی جان کے تحفظ اور بیماروں کی خدمت کو بنیادی اخلاقی قدر قرار دیا ہے۔

صحابیات نے عہد نبوی ﷺ میں طبی خدمات انجام دے کر اسلامی معاشرے میں خواتین کے فعال کردار کو واضح کیا۔

حضرت رفیدہ اسلمیہؓ، حضرت ام عطیہؓ، حضرت ام سلیمؓ اور حضرت عائشہؓ جیسی شخصیات نے طبی خدمت کی روشن مثالیں قائم کیں۔ صحابیات کی طبی سرگرمیوں میں جدید طبی اخلاقیات کے بنیادی اصول، جیسے خیر خواہی، عدم ضرر، عدل اور مریض کے احترام کے تصورات موجود تھے۔ اسلامی طبی اخلاقیات اور جدید میڈیکل ایتھکس کے درمیان بنیادی اقدار کے اعتبار سے واضح مماثلت پائی جاتی ہے۔ صحابیات کا کردار اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام خواتین کو انسانی فلاح کے میدان میں مثبت کردار ادا کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

سفارشات

اسلامی طب اور طبی اخلاقیات کے موضوعات کو علوم اسلامیہ کے نصاب میں مزید اہمیت دی جائے۔

صحابیات کی طبی خدمات پر مستقل تحقیقی کام کیا جائے تاکہ اسلامی تاریخ کے اس اہم پہلو کو اجاگر کیا جا سکے۔

طبی اداروں میں اخلاقی تربیت کے دوران اسلامی اخلاقی اصولوں کو بھی شامل کیا جائے۔

خواتین کی طبی تعلیم اور صحت کے شعبے میں خدمات کو اسلامی تاریخ کی روشنی میں فروغ دیا جائے۔

جدید طبی اخلاقیات اور اسلامی اخلاقی فکر کے درمیان مزید تقابلی تحقیقات کی جائیں۔

اختتامیہ

صحابیات کی طبی سرگرمیاں اسلامی تاریخ کا ایک اہم اور قابلِ قدر باب ہیں۔ ان خدمات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے انسانی جان کے تحفظ، بیماروں کی خدمت اور معاشرتی فلاح کو ہمیشہ اہمیت دی ہے۔

صحابیات نے محدود وسائل کے باوجود جس اخلاص، ہمدردی اور ذمہ داری کے ساتھ طبی خدمات انجام دیں، وہ آج بھی طبی شعبے کے لیے ایک مثالی نمونہ ہیں۔ ان کا کردار یہ واضح کرتا ہے کہ طب صرف بیماری کے علاج کا نام نہیں بلکہ انسان کی عزت، تکلیف اور ضروریات کا خیال رکھنے کا نام بھی ہے۔

جدید طبی اخلاقیات اگرچہ جدید اصطلاحات اور سائنسی تناظر میں مرتب ہوئی ہیں، لیکن ان کے کئی بنیادی اصول اسلامی تعلیمات اور صحابیات کے عملی نمونے میں پہلے سے موجود تھے۔ اس لیے صحابیات کی طبی خدمات کا مطالعہ نہ صرف تاریخی اہمیت رکھتا ہے بلکہ موجودہ طبی نظام کے لیے بھی اخلاقی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

---

[1] القرآن الکریم، سورۃ المائدۃ، 5:32۔

[2] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب ما أنزل اللہ داء إلا أنزل لہ شفاء۔

[3] ابن القیم الجوزیہ، الطب النبوي، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ص 17۔

[4] محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، تحقیق علی محمد عمر، قاہرہ: مکتبۃ الخانجی، ج 8، ص 291۔

[5] ابن حجر عسقلانی، الإصابۃ في تمییز الصحابۃ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج 8۔

[6] Tom L. Beauchamp & James F. Childress, Principles of Biomedical Ethics, 8th Edition, Oxford University Press, 2019, pp. 13–18۔

[7] ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، تحقیق علی محمد عمر، قاہرہ: مکتبۃ الخانجی، ج 8، ص 291۔

[8] ابن حجر عسقلانی، الإصابۃ في تمییز الصحابۃ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج 8، ص 125۔

[9] عبدالرحمن بدوی، الطب عند العرب والمسلمین، بیروت: دار العلم للملایین، ص 45۔

[10] محمد حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ص 210۔

[11] محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج 8، ص 293۔

[12] مسلم بن الحجاج، الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب غزو النساء مع الرجال، حدیث نمبر 1812۔

[13] Tom L. Beauchamp & James F. Childress, Principles of Biomedical Ethics, 8th Edition, Oxford University Press, 2019, pp. 13–18۔

[14] ابن حجر العسقلانی، الإصابۃ في تمییز الصحابۃ، ج 8، ص 229۔

[15] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب مداواۃ النساء الجرحیٰ، حدیث نمبر (متعلقہ روایت کے مطابق)۔

[16] Islamic Medical Association of North America, Islamic Medical Ethics, Chicago, p. متعلقہ ایڈیشن کے مطابق)۔

[17] محمد بن احمد الذہبی، سیر أعلام النبلاء، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ج 2، ص 135۔

[18] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، حدیث نمبر 2880۔

[19] محمد بن ابی بکر ابن القیم، الطب النبوی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ص 25۔

[20] Beauchamp, Tom L. & Childress, James F., Principles of Biomedical Ethics, 8th Edition, Oxford University Press, 2019, pp. 13–18۔

[21] مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب السلام، باب حق المسلم للمسلم۔

[22] البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، حدیث: 2880۔

[23] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج8، ص291۔

[24] Beauchamp & Childress, Principles of Biomedical Ethics, pp. 152–156۔

[25] ابن ماجہ، السنن، کتاب الأحکام، حدیث:2340۔

[26] World Health Organization, Patient Safety: Global Action Plan 2021–2030۔

[27] Beauchamp & Childress, Principles of Biomedical Ethics, pp. 242–246۔

[28] القرآن الکریم، سورۃ النساء، 4:58۔

[29] Beauchamp & Childress, Principles of Biomedical Ethics, pp. 101–105۔

[30] Epstein, R. M. & Street, R. L., The Values and Value of Patient-Centered Care, Annals of Family Medicine۔

[31] World Medical Association, Declaration of Geneva۔

[32] القرآن الکریم، سورۃ النساء، 4:58۔

[33] ابن القیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، الطب النبوي، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ص17۔

[34] Epstein, Ronald M. & Street, Richard L., The Values and Value of Patient-Centered Care, Annals of Family Medicine, 2011, Vol. 9, No. 2, pp. 100–103۔

[35] ابن خلدون، عبد الرحمن، المقدمہ، بیروت: دار الفکر، فصل فی علم الطب، ص493۔

[36] ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج8، ص125۔

[37] ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، تحقیق: علی محمد عمر، القاہرہ: مکتبۃ الخانجی، ج8، ص 291۔

[38] Beauchamp, Tom L. & Childress, James F., Principles of Biomedical Ethics, 8th Edition, Oxford University Press, 2019, pp. 13–18۔

[39] محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ص215۔

[40] Islamic Medical Association of North America, Islamic Medical Ethics, Chicago, pp. 15–20۔